رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفت وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بدر

ایڈیٹر و پبلشر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء | نمبر ۴۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ یہ جمعہ بھی حضور نے باوجود ضعف مسجد اقصیٰ میں خود ہی پڑھایا۔ اور لوگوں کو آنے والے عذابوں سے ڈرایا۔ اور صلاح و توبہ کی طرف متوجہ فرمایا

۲۔ مورخہ ۲۷ نومبر کے علاوہ ۲۸ نومبر کو بھی کھیلیں ہوتی رہیں۔ اور ۲۹ نومبر بروز جمعہ بعد عصر انعامات تقسیم ہوئے۔ ۲۷ نومبر شام کو چراغاں کا نظارہ خوب تھا۔ جو جشن فتح گورمنٹ کی خوشی میں کیا گیا۔ آتشبازی بھی چھوڑی گئی۔ ۴

۳۔ جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل بندرہ روز کیلئے اپنے وطن مالوف گولیکی ضلع گوجرات تشریف لے گئے ہیں

مناجات درگاہ باری

دُعا میری سُن لے خداوند عالی
نرالا ہے تو شان تیری نرالی
مجھے دین و دنیا میں تو سرخرو رکھ
ہر ایک جگہ ہر وقت ہو میرا والی
نہ دُنیا کے دھندوں میں ہرگز پھنسوں میں
ہر اک رنج و غم سے ہو دل میرا خالی
مبلغ بنا دین احمدؐ کا ہم کو
اے خالق اے مالک خداوند عالی
اگر قادیاں میں ہو مسکن ہمارا
تو سمجھو مراد دلی ہم نے پالی
نہ پُوچھے کوئی ہم کو پرواہ کیا ہے

کہ ہے ہم غریبوں کا اللہ والی
ہمیں پوچھتے کیا ہوا اے اہل دنیا
نہ ہم ہیں جمالی نہ ہم ہیں جلالی
نہ ہم مغربی ہیں نہ ہم مشرقی ہیں
نہ ہیں ہم جنوبی نہ ہیں ہم شمالی
مُسافر ہیں مہمان ہیں چند روزہ
چلے جائینگے کہکے دنیا کو خالی
بفضلِ خدا ہم فقط احمدی ہیں
نہ ہم ہیں پیامی نہ ہم ہیں کمالی
منائیں وہ خیر اپنے ایمان کی اب
ہمیں کہتے رہتے ہیں ہر دم جو غالی
ابھی سزا دے تو ان ظالموں کو
ستاتے ہیں ہم کو جو دیتے ہیں گالی
ابھی ہو گا زیر و زبر سارا عالم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقاب اُس نے چہرے سے جسدم ہٹالی
کرم کر الٰہی تو بندوں پہ اپنے
کہ اس باغ عالم کا ہے تو ہی مالی
ہر اک پھول مرجھا رہا ہے جو اس کا
تو خشک ہو رہی ہر اک اس کی ڈالی
نہیں مانگتے کچھ کسی سے اے واعظ
ہر اک بات میں ہیں خدا سے سوالی

(عبد الاحد داتوی مدرسہ احمدیہ قادیان)

نظم تہنیت جشن فتح

(از برادرم منظور احمد صاحب بھیروی ابن مولوی لیڈیز صاحب)

تو کہاں ہے میرے ساقی میرے یار جانی
میرے ساغر میں بھی کچھ ڈال گلابی پانی
وہ مئے کہنہ پلا دے کہ سرور آجائے
آج اس جلسہ میں ہو جائے قصیدہ خوانی
ایسے اشعار پڑھوں میں کہ بہار آجائے
میرے الفاظ بنے نقش و نگارِ مانی
ساہی واں اور جو بھیرہ میں گئی تھیں مانگی
مل گئیں مجھ کو مرادیں تو وہی من مانی
غرق در غرق ندامت ہوا دشمن دیکھو
خوب اس گریہ پرجوش نے کی طغیانی
عاصی و عبدی و آزاد و شمیم و شیدا
دیکھتے آکے میرے خامہ کی اب جولانی
آکہیں طبعِ رسا بر سرِ مطلب جلدی
وقت کوتہ ہے مگر قصہ تیرا طولانی
شکر صد شکر کہ مولا نے دکھایا یہ دن
اسکی رحمت سے فقط فتح ہوئی برطانی
خالی کیوں مہدی و عیسےٰ کی دعائیں جائیں
آج ہے فضل عمر جس کا خلیفہ ثانی
کیسی دیکھو تو سہی تیرہ برس پہلے کی
پیشگوئی میرے آقا کی گئی ہے مانی
کیوں نہ ہو پھلے مرے تجھ پہ خدا کی رحمت
اس کی قدرت تیرے جلوے سے گئی پہچانی
تو وہ ہے نور کہ تاریکیاں سب دور ہوئیں
تیرے پرتو کی چمک ہو نہیں سکتی فانی
تیری خاطر سے خدا ہند میں لایا اُن کو
کوئی جن کا نہ ہوا اور نہ ہو گا ثانی
جن کے دورانِ حکومت میں پھر آیا عیسیٰ
کس قدر اُن پہ ہوا فضل و کرم یزدانی
جب ادھر امن پسندوں کی حکومت آئی
آگیا ویسا معلم بھی اودھر روحانی
الغرض ہند پہ جب امن کا موسم آیا
ہر طرح رحمت باری کی ہوئی ارزانی
مژدہ اے ہند مجھے تیرے نصیبے کی قسم
تجھ کو ہر طرح سے امداد ملی ربانی
حاکم وقت اگر تجھ کو ملا تو ایسا
جو کہ ہر بات میں رکھتا نہیں اپنا ثانی
دیکھ پھر تجھ میں نبی آیا تو ایسا آیا
سایۂ ظلِ الٰہی - خسرو سلطانی
جس نے ہر ایک اندھیرے سے نکالا تجھ کو
جسکے پرتو نے کیا آکے تجھے نورانی
دین و دنیا کے ملے دونو تجھے وہ حاکم
ہو گیا انڈیا تو جلوہ گہِ سبحانی
یہ ہے احسان خدا کا جو ہوا ہے تجھ پر
ورنہ تھی ایسی کہاں تو نے یہ عزت پائی
میرے عیسیٰ نے تو اندر کے مخالف مارے
اور بیرونیوں کو کافی ہیں یہ برطانی
ہاں تو جس شخص نے آنا تھا وہ آیا لیکن
ہائے نادانوں نے کچھ قدر نہ اس کی جانی
دکھ پہ دکھ اس کو دیئے اور ستایا اس کو
عقل کے اندھوں نے کی کتنی بڑی نادانی
چاہیئے تھا انہیں وہ شکر خدا کا کرتے
لیکن افسوس کہ نادانوں نے الٹی ٹھانی
کوئی اتنا تو بتا دیوے خدارا مجھ کو
اپنے محسن سے کوئی کرتا ہے بے ایمانی
کون سمجھائے او نہیں ہائے خدا سمجھائے
ہے اسی غم میں مجھے آٹھ پہر حیرانی
ان کے سمجھانے کو طاعون بھی آیا لیکن
جنگ نے راز تو پھر کھول دیئے پنہانی
ان فلو اینزا پھر آیا کہ الٰہی توبہ
کر دیا جس نے ہر اک جگہ برابر پانی
پر ابھی تک تو نہیں سمجھے ہوا کیا ان کو
فحط کا ذکر نہیں وہ بھی تو ہے لاثانی
اور کیا کہا یہ ابھی دیکھینگے مولا جانے
سنتے ہیں ایک وبا اور ابھی ہے آنی
مان جائینگے میرے مہدی کا آخر لوہا
کب تلک دیکھئے کرتے ہیں یہ روگردانی
کس طرح جوش سے نکلا تھا لڑائی کے لئے
اور کرتا رہا کیا کیا وہ ستم کا بانی
دیکھ لو آج کہ انجام ہوا کیا اس کا
شاہ انگلینڈ کو امداد ملی ربانی
فتح کا سہرا مرے آقا نے آخر باندھا
جس کا مارا ہوا میدان میں نہ مانگے پانی
قیصر و قیصرہ اب پھرتے ہیں مارے مارے
وہ نہ سلطان رہا اور نہ وہ سلطانی
اے شہِ ہند مبارک ہو مبارک تجھ کو
تیرے دشمن کو کیا میرے خدا نے فانی
مجھ سے پوچھے جو کوئی میں تو ہزار دشمن سے
آج ولیم سے تو بہتر ہیں تیرے زندانی
آج شاہانِ جہان شاہ معظم میرے
تجھ کو آنکھوں پہ رکھیں کیوں نہ بصد آسانی
اللہ اللہ یہ شوکت یہ تجمل یہ وقار
آج اک تو ہی تو ہے آپ ہی اپنا ثانی
تیری حکمت کو تدبر کو کوئی کیا جانے
عقل ہیبت سے تو دشمن کی ہوئی دیوانی
تجھ سے فیض زمانے کو ہے دنیا واقف
تیرے احسانوں سے ہر ایک جھکی پیشانی
بس دعا مانگ کے اب شاہ معظم کے لئے
ختم منظور کرو اپنی قصیدہ خوانی

+ انصرف و مقبت و اخبار فاروق + جلد ۶ نمبر ۴۱ + اور جب تک کہ ہم کامیاب نہ ہو جائیں ہم برابر کام کرتے چلے جائیں گے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان ۵

یدفن معی فی قبری کے صحیح معنی کیا ہیں؟

میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی مخالف سلسلہ احمدیہ سے مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری (مبلغ تبلیغ اسلام قادیان) کا مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کی نسبت جناب مستری نظام الدین صاحب سکرٹری اور جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب کی حسب ذیل تحریریں قادیان دارالامان میں پہنچیں:۔

رائے چوہدری نصر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جلسہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ

لوگ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ غیر طرفدار سامعین یعنے خاص خاص مسلمان اور ہندو سامعین کی رائے تھی۔ کہ احمدی مولوی کا طریق بحث و استدلال درست تھا۔ جیسا منشار جماعت کا تھا پورا ہوا۔ ہمارے دلائل قرآنی کا مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے قرآن حدیث سے کافی جواب نہیں دیا اور صرف محمدی بیگم والی پیشگوئی اور ثناء اللہ والی دعا اور چندہ پر اعتراض کیا۔ یہ سمجھ کر کہ لوگ اس کو دلچسپی سے سنتے ہیں۔ لیکن ان کی اصلیت پر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے پوری روشنی ڈالی۔

عاجز راقم اردو جلسوں میں پریذیڈنٹ تھا۔ نصر اللہ خان ۲۰/

رائے مستری نظام الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ

صبح ایک گھنٹہ مولوی صاحب بقاپوری نے وفات مسیح پر تقریر فرمائی۔ اسکے بعد ایک گھنٹہ بحث کے لئے تھا۔ جو دس دس منٹ میں تقسیم کر کے مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے بحث ہوتی رہی۔ بعد دوپہر دو بجے پھر اجلاس منعقد ہوا۔ ایک گھنٹہ حسب دستور لکچر کے بعد بحث شروع ہوئی۔ دلائل پیش کردہ مولوی صاحب بقاپوری کو مولوی ابراہیم سیالکوٹی بالکل توڑ نہ سکا۔ بلکہ درخواست کی کہ بجائے دس منٹ کے مجھے ۲۰ منٹ دئے جاویں تو قرآنی آیات پیش کردہ کا جواب دے سکوں گا۔ جو درخواست منظور ہوئی۔ مگر پھر بھی مولوی صاحب سے کچھ نہ بن پڑا۔ پھر ۱۸ تاریخ کو صداقت مسیح موعودؑ پر لیکچر کے بعد دو گھنٹہ حسب قرار داد مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری و ابراہیم سیالکوٹی کے درمیان بحث ہوئی۔ حسب معمول پرانے اعتراضات مولوی ثناء اللہ کی زندگی اور محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق تھے۔ ہمارے مولوی صاحب نے نہایت مدلل اور دندان شکن جواب دئے۔ اور ثناء اللہ کی زندگی کا نمونہ ایسی صفائی سے طے ہوا کہ سامعین نہایت خوش ہوئے تعداد حاضرین کی بہت کثیر تھی۔ اور اطمینان و سکون سے سنا۔

نظام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔

پبلک راؤں کے اظہار کے بعد ہم مولانا بقاپوری کا ایک مضمون درج کرتے جو اسی مباحثہ کی مفصل روئداد کا ایک حصہ ہے۔ (ایڈیٹر)

یدفن معی فی قبری کے صحیح معنی

ایہا الاحباب آپ لوگ پڑھ چکے ہونگے۔ کہ ۱۷-۱۸ ماہ نومبر ۱۹۱۸ء کو میرا اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا مباحثہ وفات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود پر شہر سیالکوٹ کبوترانوالی مسجد میں تھا۔ اس مباحثہ کی روئداد میں سے یہاں صرف یہ بتلانا منظور ہے۔ کہ مسئلہ وفات مسیح ناصری کی تردید میں یا بالفاظ دیگر قرآنی آیات کی تردید میں جو دلیل مولوی ابراہیم سیالکوٹی پیش کیا کرتے ہیں۔ اور اس دفعہ بھی پیش کی تھی۔ وہ حدیث ہے۔ جسمیں یہ الفاظ ہیں۔ یدفن معی فی قبری قبری۔ ما قوم انا و ابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ ترجمہ۔ پس ابن مریم میرے ساتھ میری قبر میں مدفون ہونگے۔ پس میں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) اور مسیح موعود ایک ہی قبر میں سے اٹھینگے۔ اور ابوبکر و عمر ہمارے دائیں بائیں سے اٹھینگے۔"

اس حدیث کا جو جواب خاکسار نے مباحثہ میں دیا تھا وہ یہاں بیان کرنا مقصود ہے۔

جب مولوی ابراہیم سیالکوٹی حدیث کا ترجمہ غلط بیان کر کے بیٹھ گئے۔ تو میں کھڑے ہو کر کہا کہ مولوی صاحب اس حدیث کے ضعف اور سقم کو دیکھ کر اور بجائے قبر کے مقبرہ لے کر بھی آپ وفات مسیح ثابت نہیں کر سکے۔ اسلئے کہ اگر اس قبر سے مراد بہ ظاہری قبر ہے اور معیت سے جسمانی معیت۔ تو پھر چاہیئے تھا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسیح موعود بھی دفن کئے جاتے۔ وہذا خلاف النقل۔

اور اگر وقوف مع الابراء کی طرح معیت روحانی ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ مقبرہ میں ایک قبر کی جگہ جو باقی ہے۔ وہ مسیح موعود کے لئے تھی۔ کیوں حضرت مرزا صاحب وہاں مدفون نہیں ہوئے۔ الحاصل ہے نیز خالی جگہ ہونے سے یہ کسطرح ثابت ہو گیا کہ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہی چھوڑی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں۔ قبر سے مقبرہ مراد لیکر بھی آپ کے معنے صحیح نہیں رہتے۔ کیونکہ الفاظ حدیث یہ ہیں:۔

فاقوم انا و ابن مریم من قبرٍ واحدٍ بین ابی بکر و عمر۔ یعنے میں (محمدؐ) اور مسیح موعود ایک ہی قبر میں سے اٹھینگے۔ اور ہمارے قبر کے دائیں بائیں سے اپنی اپنی قبروں سے ابوبکر اور عمر اٹھینگے۔

دیکھئے مولوی صاحب اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قبر سے مقبرہ ہوتی۔ تو الفاظ حدیث کے یوں ہوتے فاقوم انا و ابن مریم و ابوبکر و عمر من قبرٍ واحدٍ۔ یعنے چاروں ایک ہی قبر (مقبرہ) سے اٹھینگے۔

میں کہتا ہوں۔ آپ لوگوں کے معنے صحیح سمجھنے سے صحیح بخاری کی حدیثیں مخالف پڑتی ہیں۔ اور صحابہ کرام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور حضرت عائشہ پر اعتراض آتا ہے۔ کہ برخلاف منشاء وارشاد نبوی کے کام کئے اور منصوبے بناتے رہے ہیں مثلاً دیکھئے حدیث میں آتا ہے۔

قال عمر یا عبد اللہ اذھب الی ام المؤمنین عائشۃ فقل یقرئ عمر بن الخطاب علیک السلام ثم سلھا ان ادفن مع صاحبی قالت کنت اریدہ لنفسی فلاوثرنہ الیوم علی نفسی الخ (بخاری باب قبر النبی وصاحبیہ) یعنے حضرت عمر نے وقت وفات اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ جاؤ ام المومنین عائشہ رضہ سے سوال کرو۔ اور میرا اسلام کہکر پوچھو کہ عمر کی یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے میرے دونوں دوستوں یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیں۔ جب عبداللہ حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس جگہ میں نے اپنے دفن ہونے کے لئے ارادہ کیا ہوا تھا۔ مگر آج میں اپنے نفس پر حضرت عمر کو ترجیح دیکر ان کو دفن ہونے کی اجازت دیتی ہوں۔ جب حضرت ابن عمر نے واپس آکر اجازت دینے کی خبر سنائی۔ تو پھر بھی حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ میرے نعش کو جب دفن کرنے کے لئے لے جاؤ تو دوبارہ عائشہ صدیقہ سے اجازت طلب کرنا۔ اگر راضی ہوں تو تب دفن کرنا۔ ورنہ جنۃ البقیع (مقبرہ بہشتی) میں دفن کرنا۔

مولوی صاحب دیکھئے یہ حدیث بخاری کی ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ مشہور ہے۔ اس سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضہ و تابعین حدیث یدفن معنی الخ کے معنے یہ جسمانی قبر اور جسمانی طور پر دفن ہونا نہیں کرتے تھے۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ حضرت عمر رضہ بجائے حضرت عائشہ سے اجازت طلب کرنے کے لوگوں کو متنبہ کرتے کہ دیکھو میری نعش عائشہ رضہ کے گھر ضرور دفن کرنا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصیت کر گئے ہوئے ہیں کہ وہاں ہمارے چاروں کی قبر ہوگی۔ اگر حضرت عمر رضہ نے حق کو نعوذ باللہ چھپایا تھا یا ان کو یاد نہیں رہا تھا تو ابن عمر ہی کہتے۔ ابا جان حضرۃ عائشہ سے اجازت طلب کرنا یا اس کی مرضی نہ ہونے سے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنا خلاف ارشاد نبوی ہے۔ اگر بیٹے نے باپ کا لحاظ کرکے خاموش اختیار کی تھی تو دوسرے لوگ صحابہ کرام رضہ و تابعین رضہ جو حضرت عمر رضہ کے پیغام دیتے وقت پاس تھے۔ وہی بول اٹھتے کہ حضور حضرت نبوی کی پیشگوئی کے برخلاف کیوں کارروائی کی جاتی ہے۔ اور عائشہ رضہ کا کوئی حق نہیں۔ کہ بجائے آپ کے وہ اپنے لئے دفن ہونا تجویز کرتی یا آپ کے دفن ہونے سے انکار کرے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہیں کہ میں اور مسیح موعود و ابوبکر و عمر یہاں دفن ہونگے پھر میں کہتا ہوں۔ کہ جب ابن عمر نے حضرت عمر کا پیغام حضرت عائشہ رضہ کو دیا تھا۔ تو وہی فرمائیں۔ کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین ابی بکر و عمر کہکر عمر کا اس جگہ مدفون ہونا فرما گئے ہیں۔ تو مجھے انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔ لیکن حضرت عائشہ نے بجائے اسکے یہ فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کر رکھی تھی۔ پس اتنے جم غفیر صحابہ رضہ کے درمیان حضرت عمر رضہ اور حضرت عائشہ رضہ کا سوال جواب ہونا اور تمام صحابہ کرام رضہ و تابعین رضہ کا خاموش رہنا صاف بتلاتا ہے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنے جو آپ لوگ کرتے ہو نہ صحابہ کرام کرتے تھے۔ اور نہ تابعین۔

بلکہ جب حضرت عائشہ رضہ فوت ہونے لگی ہیں تو یہ وصیت کرتی ہیں۔ اوصیت عبد اللہ بن الزبیر لا تدفنی معھم وادفنی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی بہ ابدًا۔ یعنے عبداللہ بن زبیر کو وصیت کرتی ہیں کہ یہاں میرے گھر پر مجھے دفن نہ کرنا۔ بلکہ جنۃ البقیع یعنے مقبرہ بہشتی میں جہاں میری دوسری بہنیں مدفون ہیں۔ دفن کرنا۔ مبادا یہاں دفن ہونے سے آنے والی نسلیں اس سے میری کوئی فضیلت نہ سمجھ لیں۔" حالانکہ آپ کے عقیدہ کے مطابق حضرت عائشہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا۔ لوگو میرا گھر سمجھکر مجھے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر کے ساتھ دفن نہ کرنا کیونکہ محمد رسول اللہ فاقوم انا وابن مریم الخ کہکر مسیح موعود کا یہاں دفن ہونا فرما گئے ہیں یا لوگ یہی کہتے۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہے۔ اور وہی یہاں دفن ہوں گے۔

مولوی صاحب اس ضعیف حدیث کے صحیح معنے میں بتلاتا ہوں۔ سنئے۔ قبر سے مراد قبر روحانی ہے یعنے وہ مقام جو انسان کو بعد مرنے کے اپنے عملوں کے مطابق عالم برزخ میں ملتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ما القبر یا رسول اللہ قال روضۃ من (مشکوۃ) یعنے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قبر کیا ہے (یعنے قبر سے یہ قبر مراد ہے یا اور کوئی) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر تو ایک باغیچہ کا نام ہے بہشت کے باغوں سے یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے۔

نیز اگر قبر سے یہ محسوس قبر مراد ہو۔ تو سوال جواب و عذاب قبر صرف ان مومنوں کے لئے رہا۔ جو آپ کی مزعومہ قبر میں مدفون ہوئے۔ اور دیگر سب کفار وغیرہ جو آگ میں جلائے جاتے ہیں یا دریا برد کئے جاتے ہیں یا درندے کھا جاتے ہیں۔ تو وہ سب سوال و جواب و عذاب قبر سے بچ رہے۔ کیونکہ وہ تو آپ کی مزعومہ قبر میں ڈالے ہی نہیں گئے۔ حالانکہ ثم اماتہ فاقبرہ کے مطابق ہر انسان کا قبر میں ڈالا جانا ضروری ہے۔ اس کا جواب مولوی صاحب نے اگر دیا ہے۔ تو وہ خود ہی اخبار اہل حدیث میں شائع کرینگے۔ خیر الحمد للہ۔ مباحثہ ہر دو روز کا خیر و خوبی سے ہوا۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا طرز مباحثہ بہ نسبت مولوی ثناء اللہ کے علمی تھا۔ ہاں کبھی کبھی مولوی ثناء اللہ امرتسری کے شوخیات کو اپنی تقریر میں لے آتے تھے۔ چونکہ وہ برآوردہ اور مسروقہ ہوتے تھے اسواسطے عام پبلک کے دلچسپی کا موجب ہوئے تھے والسلام

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری نزیل قادیان دارالامان

لہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہاں چوتھی قبر کی جگہ ہی نہیں ورنہ حضرت عائشہ یہ نہ فرماتیں کہ فلا وثرنہ۔ کیونکہ دو قبروں کی جگہ کی صورت میں عائشہ اور عمر دونوں کے لئے موقعہ دفن حاصل تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی شخص کا محض سچی خواب دیکھنا دلیل کمال نہیں

ڈاکٹر نور محمد دندان ساز نے وقتاً فوقتاً ایک دو اشتہار ایسے شائع کئے ہیں۔ کہ اسکے پیر و مرشد ظہیر مولا کی فلاں فلاں پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ فلانے کو خواب میں تندرست دیکھا تو وہ بیماری سے تندرست ہو گیا۔ اور فلانے کو بیمار دیکھا۔ تو وہ بیمار ہو گیا۔ ایسی خوابوں یا الہاموں کی اشاعت سے ان ہر دو پیرو مرید کا مقصد یہ ہے۔ کہ ظہیر مولا کو ایک راستباز اور مصلح موعود مان لیا جائے۔ بالفاظ دیگر ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر ایک شخص طالب نجات کو مندرجہ ذیل عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو کہ منشی ظہیر الدین صاحب نے وقتاً فوقتاً اشتہارات کے ذریعہ شائع کئے ہیں۔ مثلاً

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب میرزا صاحب ایسی شریعت جدیدہ لائے ہیں۔ جن کا قرآن کریم میں ذکر تک نہیں۔ از انجملہ "خذوا الرفق ثم الرفق راس الخیرات" (المبارک تتمہ نمبر دوم صفحہ ۲۵)

(۲) خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دینی ہوگی۔ اور خواہ کوئی دو رکعت ہی نماز پڑھے یا اس سے کم و بیش ہاتھ کھلے رکھ کر پڑھے یا کسی اور طریق پر ان تمام حالات میں کسی طرح بھی ایک دوسرے پر عیب چینی اور حرف گیری نہ کرنی ہوگی۔ اور خواہ کسی بولی و لہجہ میں خدا کی تحمید تقدیس اور تمجید بیان کرے۔ الغرض خواہ کوئی کتنے ہی علیحدہ علیحدہ طریق سے مختلف الفاظ میں خدا کی حمد بیان کرے۔ اور لب و لہجہ اور بولی میں خواہ کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ ان سب باتوں کو اور عبادت کے طریقہ جات کو کبھی محل اعتراض نہ بنانا ہوگا۔" (المبارک ۳ مورخہ یکم مارچ ۱۹۱۵ء)

(یعنے نماز فریضہ پنجگانہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۳) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ ایک بے سمجھ آدمی ہے۔ کیونکہ ان ہر دو پیرو مرید کے نزدیک وراثت و طلاق و جہاد کی آیات نمازوں میں تلاوت کرنا بے سمجھی کی بات ہے (جو کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا)

طرفہ یہ کہ ان اشتہارات میں بالخصوص احمدیوں ہی کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور خود بھی دعویٰ احمدیت ہے۔ درآنحالیکہ حضرت جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور کھلے الفاظ میں فرمادیا ہوا ہے کہ

"اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔" ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸

افسوس کہ یہ لوگ دوسروں کو تو دعوت کرتے ہیں اور منجانب اللہ صداحیت کے مدعی بنتے ہیں۔ مگر اپنے ایمان کا فکر نہیں کرتے۔ جس شخص کی ایمانی بنیاد کا یہ حال ہو۔ اوس کی خوابوں اور الہاموں کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ کیا انہوں نے ابھی تک حقیقت الوحی کے ابتدائی چند اوراق کو بھی نہیں پڑھا۔ جہاں صاف لکھا ہے۔ "کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اسکے کسی کمال پر دلیل نہیں۔" مزا ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے۔ کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہوتا ہے۔ اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے۔ کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پاکر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے۔"

سچے الہامات کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے تئیں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا کر دے۔ اور جو شخص سید المرسلین فخر الاولین والآخرین کے فعل کو ایک ناسمجھی کی بات قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے طرق عبادات کو غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ تا کم از کم زمرہ مومنین میں تو شامل رہے۔

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن یارے
خود از بہر ایں روز است آں داماد ہو شیارے

خاکسار محمد الدین گوجرانوالہ

بدعت ثالثہ

متعۃ النساء

نمبر ۳

تو یں دلیل۔ جس آیت سے شیعہ صاحبان جواز متعہ کا استدلال کرتے ہیں۔ اگر اس کو غور اور تدبر سے دیکھا جائے تو اسی آیت سے بطلان متعہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت سے پہلے اُن رشتوں کا ذکر کر رہا ہے۔ جن کے ساتھ از روئے شریعت نکاح نہیں ہو سکتا۔ جب وہ کلمہ مکمل کر چکا۔ تو پھر متوجہ ہوا کہ وہ جو حلال ہیں ان کا ذکر کرے۔ چنانچہ چند لفظوں میں اپنے مفہوم کو ادا کر دیا۔ اور فرمایا۔ واحل لکم ماوراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ یعنے مذکورہ بالا رشتوں کے علاوہ سب کے سب تمہارے لئے جائز ہیں یہ کہ تم اپنے مال خرچ کر کے محصنہ عورتیں چاہو۔ جو زانی نہ ہوں یہاں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسجگہ محصنہ عورت کی شرط ہے۔ یعنی ارادہ نکاح دائمی ہو۔ زنا کا ارادہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر صرف مال دینا ہی نکاح میں شرط ہوتا۔ تو یہ ہو سکتا تھا۔ کہ ایک شخص ایک عورت کو روپے دے کر اس سے ملاپ کرنے اور کہے کہ یہ از روئے شریعت ہے۔ پس محصنین یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متزوجین کی شرط لگاکر خوب ہی کھول دیا۔ کہ اس سے مراد نکاح دائمی ہو۔ کیونکہ اگر نکاح دائمی نہ مراد ہو تو پھر مسافحین میں داخل ہونے کا یقین ہے۔ اور ہم کسی پہلے نمبر میں یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ متعۃ النساء میں کچھ مال مقرر کرکے چند دنوں کے لئے کوئی عورت اجارہ پر لے لی جاتی ہے۔ پس آیت مذکورہ بالا سے تو نکاح دائمی کی طرف اشارہ ہے۔ اور زنا سے بچنے کی ترغیب ہے۔ اور اسجگہ نکاح چند روزہ جس کا صریحاً نتیجہ سوائے زنا کے کوئی نہیں۔ آیت مذکورہ میں محصنین کا لفظ ہے۔ جسکے معنے متزوجین کے اہل لغت نے کئے ہیں۔ اور ہم دلیل نمبر ۶ میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ متاعی عورت زوجہ نہیں کہلا سکتی۔ اس لئے یہ متزوجین میں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ پھر فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فرمایا۔ کیونکہ زوجیت کا لازمی نتیجہ انتفاع ہوتا ہے۔ اس لئے فاٰ تعقیب لاکر یہ ظاہر کیا۔ کہ شادی کا نتیجہ انتفاع ہوتا ہے۔ اگر تم نے اس سے انتفاع حاصل کیا۔ تو ان کو ان کا پورا مہر دے دیا جائے۔

اسجگہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ اگر انتفاع کے ساتھ ہی مہر ادا کرنا واجب ہے۔ تو وہ شخص جس نے اس سے نفع نہیں اٹھایا۔ وہ کچھ بھی نہ دے اور ہمیں یہ قرآن شریف کی دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اسپر داخل ہونے سے پہلے ہی کسی وجہ سے چھوڑ دے تو وہ نصف مہر دے۔ اور اگر اس سے مراد دائمی نکاح ہے۔ تو پھر نفس عقد کے ساتھ ہی تمام مہر دیا جائے۔ چونکہ شق ثانی نہیں لی جا سکتی۔ اس لئے پہلی شق ہی متعین ہوئی جس سے کم متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس کے لئے میں صرف اتنا ہی کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی ہر بات اس کے محل پر کرتا ہے چنانچہ جس جگہ اس نے صدقات کے احکام جاری فرمائے ہیں۔ وہاں اس نے صاف لکھا ہے۔ کہ وان طلقتموا النساء من قبل ان تمسوھن وقد فرضتم لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم۔ اور چونکہ اسجگہ موقع محل یہ ہے۔ کہ رشتے جائز کون ہیں اور ناجائز کون ہے۔ اس لئے اس نے صرف اس جگہ ایک ضمنی بات پیدا کر دی۔ پس خواہ کتنا ہی کچھ کرو۔ آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ متعہ جائز ہے کیونکہ اس میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

دسویں دلیل

ترمذی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متعہ اسلام میں اس کی حرمت سے پہلے مباح سمجھا جاتا تھا کیونکہ جب تک کسی چیز کی حلت یا حرمت کے متعلق وحی الٰہی سے کوئی خبر نہیں آتی تھی۔ لوگوں میں انہی کا تعامل رہتا تھا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک شراب ہے جب تک حکم خدا نہیں آیا۔ اس وقت وہ جائز سمجھی جاتی تھی۔ یہی حال بعینہٖ متعہ کا ہے۔ ترمذی کی یہ عبارت ہے۔ انما المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلد لیس لہ فیھا معرفۃ فیتزوج المراۃ بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ متاعہ ویصلح لہ شیئہ حتی اذا نزلت الاٰیۃ علی ازواجھم الی اٰخر۔ یعنے ابتدائے اسلام میں یہ تعامل تھا۔ پس جب آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی۔ تو رفع تعامل کر دیا گیا۔ نیز اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ آیت والمحصنٰت سے جواز متعہ کا شبہ ہوتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کو آیت میراث اور والذین ھم لفروجھم یحافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین نے صاف کر دیا کہ متعہ جائز نہیں۔

اسجگہ گنجایش ہے کہ کوئی سادہ لوح اعتراض کر دے کہ مکی آیت کا ناسخ مدنی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آیت متعہ مدنی اور مذکورہ بالا آیت مکی ہے۔ اس کے لئے ہم شیعوں کے مسلمات سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ مدنی آیت کو ایک مکی آیت منسوخ کر سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو کافی للکلینی باب لمت ولطف۔ عن احمد بن عیسیٰ قال حدثنی جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ فی قول عز وجل یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا واکثرھم الکافرون قال لما نزلت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون اجتمع نفر من اصحاب الرسول صلے اللہ علیہ وسلم فی مسجد المدینۃ فقال بعضھم لبعض ما تقولون فی ھذہ الاٰیۃ فقال ان کفرنا بھذہ الدیۃ فقد کفرنا بسائر ھا ر ان امنا فان ھذا ولی حین یسلط علینا ابن ابی طالب فقالوا قد علمنا ان محمداً صادق فیما یقول ولا کنا نتولاہ ولا نطیع علیاً فیما امر فانزلت یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا یعرفون معنی ولایۃ علی واکثرھم الکافرون بالولایۃ۔ انتہیٰ۔

اب اس جگہ غور طلب یہ امر ہے کہ یعرفون الخ سورہ نحل میں واقع ہے۔ اور تمام اکابر کا اسپر اتفاق ہے کہ سوائے تین آخری آیت کے یہ سورہ مکیہ ہے۔ اور انما ولیکم الخ سورہ مائدہ میں واقع ہے۔ اور بالاتفاق یہ سورۃ مدینہ کی ہے۔ اور روایت مذکورہ بالا میں فانزلت کی تاخر پر دلالت کرتی ہے۔ تو اب ہمارا سوال ہے کہ کس طرح آیت کی بعد از نزول آیت مدنی کے ہو سکتی ہے۔

پھر باب الغنی والاستغناء میں کتاب مذکورہ کے یوں مروی ہے۔ عن علی ابن ساباط قال لما ورد ابو الحسن موسیٰ علی المھدی راٰہ یرد الظالم فقال یا امیر المومنین ما بال مظلمتنا لا ترد فقال ما ذاک یا ابا الحسن قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ لما فتح علی نبیہ فدک وما والاھا ولم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب فانزل اللہ علی نبیہ وات ذی القربیٰ حقہ فلم یدر رسول اللہ من ھم فراجع فی ذالک جبرئیل ربہ فاوحی اللہ علیہ ان ادفع الفدک الی فاطمۃ فدعاھا رسول اللہ صلے اللہ وسلم۔ فقال لھا یا فاطمۃ ان اللہ امرنی ان ادفع الیک فدک فقالت قد قبلت یا رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

من اللہ منک الخ

اس جگہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آیت کریمہ سورہ بنی اسرائیل و روم میں داخل ہے۔ اور یہ دونوں بالاتفاق مکی ہیں۔ اور غزوہ خیبر۔ ہجرت کے ساتویں سال بعد ہوا ہے۔ اور روایت میں فانزل اللہ کی ف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فتح خیبر کے دن ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک آیت مکی ہے۔ اور واقعہ مدینہ میں ہو رہا ہے اور اس وقت نازل ہو رہی ہے۔ نہایت تعجب خیز معاملہ ہے۔ پس مذکورہ بالا روایتوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ مکی مدنی آیت کا ہونا کلی طور پر واجب نہیں کر سکتا۔ کہ والذین ھم الخ آیت متعہ کے حکم کو منسوخ نہ کرے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ تو ناسخ منسوخ کا ہے ہی نہیں اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آیت مذکورہ منسوخ نہیں بلکہ ایک نیا حکم اپنے اندر رکھتی ہے۔

اور متعہ کا ابتدائے اسلام میں تعامل رہا اور رفع تعامل ناسخ یا منسوخ نہیں کہلا سکتا۔ اس جگہ ایک بات قابل ذکر ہے۔ صحابہ کرام کی عادت تھی کہ وہ کہتے تھے۔ کہ نزلت الایۃ فی کذا یعنے متضمن لذالک الحکم یہ مراد نہیں ہوتی تھی۔ کہ یہ کسی دوسری کی ناسخ منسوخ ہے۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں۔

قال ابن تیمیہ نزلت الایۃ فی کذا یراد بہ تارۃ سبب النزول ویراد بہ تارۃ ان ذلک داخل فی الایۃ وان لم یکن السبب کما تقول عنی بھذہ الایۃ کذا۔

اسی طرح زرکشی برہان میں کہتے ہیں۔ قد عرف من عادۃ الصحابۃ والتابعین ان احدھم اذا قال نزلت ایت فی کذا فانہ یرید انھا تتضمن بھذا الحکم لا ان ھذا کان السبب نزولھا فھو من جنس الاستدلال علی الحکم بالایۃ لا من جنس النقل لما وقع انتہیٰ۔

پس مذکورہ بالا دلائل سے روشن ہو گیا۔ کہ متعۃ النساء دراصل جائز نہیں۔ اور یہی ان کے ائمہ کا مذہب بھی تھا۔ چنانچہ قسطلانی میں لکھا ہے عن حضرۃ جعفر صادق انہ سئل عن المتعہ فقال ھی الزنا بصیغہ۔

غلام غوث اسلم۔ مولوی عالم قادیان۔

ایک غیر احمدی کے جواب میں

نمبر ۵

از مولانا عبید اللہ صاحب ساکن بھینی ضلع لاہور

اعتراض:۔ آپ خلاف قرآن مجید اور خلاف سبیل المومنین چلتے ہیں۔

جواب۔ جب آپ نے فلما توفیتنی کے معنے رفعتنی کے کئے۔ تو کیا اس سے قرآن مجید میں مخالفت نہیں ہوئی۔ کبھی قبض روح واخذ الشئی وافیا معنے کرنا اور کبھی رفع الی اللہ کے میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کو کیا فائدہ ہے۔ امام بخاری نے ان کی وفات کی تصریح آیت انی متوفیک اور فلما توفیتنی کی تفسیر میں کر دی ہے۔ اور آنے والے کی نسبت واما مکم منکم کی حدیث کو بھی روایت کیا ہے۔ اور حلیہ مسیح ناصری و مسیح محمدی کا امام بخاری نے بھی دو حدیثوں میں الگ الگ بیان کیا ہے۔ ناصری احمر اللون اور محمدی اسمر اللون ہے۔ اور ناصری جعد اور محمدی ابن منکم رجل الشعر بیان کیا ہے اور صحیح بخاری کی تالیف ایک اعلیٰ جماعت اہل حدیث کی تحریک سے ہوئی ہے۔ اور امام بخاری سے ہزار ہا لوگوں نے اس صحیح کو روایت کیا ہے۔ اور وفات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اجماع صحابہ قد خلت من قبلہ الرسل میں بیان فرمایا ہے۔ اور تمام محدثین و مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری ہے۔ اور لکھو کہا شاگردان امام بخاری نے وفات مسیح پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور نزول سے مراد نزول روحانی لیا ہے۔ پھر اس سبیل الرشاد کو چھوڑنے میں آپ کو نجات کس طرح ہوگی۔ کیا کوئی ہے۔ جو اس سے باہر کہیں اس سبیل الرشاد کا پتہ دے۔ فتامل۔

اعتراض۔ قربان جائیں ان لوگوں کے استدلالات کے کہ حضرت مسیح کے متعلق تمام اعجازی امور میں سے رفع کو معمولی مردوں کے ارواح کے چڑھنے پر قیاس کر کے اس پر دو آیتوں کا کیا دقیع حوالہ دیتے ہوئے ڈھلتے ہیں کہ وفات کے بعد اور کل مومنین کا رفع الی اللہ ہو جاتا ہے۔ جیسے ان الابرار لفی علیین۔ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم۔ ایسا ہی جیسے کا نفع ہوگا۔ انہیں سے پہلی آیت قرآن شریف اس طرح ہے۔ ان کتاب الابرار لفی علیین (پارہ ۳۰۔ سورہ تطفیف) اس سورہ اور اس سے سابقہ میں بھی ایک اور آیت اسطرح ہے۔ ان الابرار لفی نعیم۔ شاید انہیں دو آیتوں کا آدھا آدھا ملا کر اپنے مطلب کی ایک ہی بنا کھڑی کی۔ کہ ان الابرار لفی علیین۔ مگر افسوس قرآن مجید میں تحریف بھی برتی۔ اور بات بنائی نہ بنی۔ کیونکہ نامانیکوں کے ارواح اوپر جاتے ہیں۔ لیکن قتل و صلیب کے سامان۔ غرض جسمانی واردات سے بچانا ان سے کہاں تک متعلق ہوتا۔ اور ایسے امور کے بالمقابل ان کا رفع کر لینا کہاں آیا ہے۔ دوسری آیت اگر آپ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات تک پوری نقل کرنے کی ذرا تکلیف گوارا فرماتے تو شاید خود ہی سمجھ جاتے۔ یہاں تو محض اہل ایمان اور علماء کی بلندی درجات مقصود ہے۔ اس موت فوت سے اصلی کوئی تعلق نہیں۔ مگر افسوس آپ اپنی کوتاہی کے تدارک سے بھی عاجز ہیں۔

حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کے مرفوع الی اللہ ہونے کی تشریح مضمون آیت ۱۵۸ کے جواب الجواب میں انشاء اللہ تعالیٰ مفصل لکھی جاوے گی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ نے پوری کیفیت مرفوعیت عیسےٰ کی بیان نہیں کی کہ کس طرح آسمان پر چڑھے اور چڑھنے کے لئے کوئی دلیل کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں لکھی۔ اور نہ کسی صحابی کا قول اسبارہ میں نقل کیا۔ صرف قول کلبی کا دل میں پکا کر مسیح کے رفع جسمانی کا تانا بانا بنا دیا۔ اگر بالفرض قصہ کلبی کا مانا بھی جاوے۔ تو عزیزت و قادریت قادر مطلق پر دھبہ لگتا نظر آتا ہے۔ عاذنا اللہ منہ۔ کیونکہ اگر مانا جاوے کہ مسیح حوالات میں تھے۔ کہ ناگہاں رات کو فرشتہ آیا۔ اور سقف حوالات کو چیر کر راتوں رات اوپر خدا کے پاس لے گیا۔ اور صبح اصباح اس کے پکڑنے کے لئے ایک دشمن اندر آ گیا۔ اس کو شکل مسیح کی دی گئی یا ایک مرید اس کا ہمشکل ہونا اور صلیب پر دیا جانا اختیار کر کے اندرون خانہ گیا۔ اور متشکل بشکل مسیح ہو کر صلیب پر دیا گیا۔ تو یہ قصہ موضوعہ کئی ایک سوالات کا مورد بنتا ہے۔ اول کیا قدرت اوند کریم عزاسمہ کو قادر نہیں تھا۔ جو مسیح کو یہود کے سامنے آسمان پر اٹھا لے جاتا۔ راتوں رات چوری کرنی نہ پڑتی۔ دوم۔ کیا بچانے کے لئے صرف آسمان ہی جگہ تھی۔ زمین پر اوس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ جیسا کہ اور انبیاء کو کید کفار سے زمین پر ہی بچایا۔ حضرت ابراہیم کو کفار کے ہاتھ سے سلگتی آگ میں ڈلوا کر بہشت کا سامنونہ بنا کر دکھلا دیا۔ ہمارے سردار مولا پاک فخر موجودات سرور کائنات کو جبکہ مخالفین کی مخالفت حد درجہ تک پہونچی ہوئی تھی۔ واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دے کر غار حرا میں پہونچایا۔ پھر وہاں سے مدینہ منورہ لے جا کر زمین پر ہی عروج دکھاتا اور کفار مکہ پر غالب ظاہر کیا۔ پھر کیا عیسیٰ نبی اللہ جن کی غرض آمد احکام الٰہی کا پورے طور پر پہنچانا تھی۔ کیا اس قلیل زمانہ میں وہ احکام الٰہیہ کی اشاعت کر چکے تھے۔ کہ نہیں یعنی ۳۰ سال کی عمر میں وہ نبی ہوئے۔ تین سال کے بعد یعنے جبکہ پورے تینتیس سال کے ہو چکے تھے۔ تو ان کے لئے صلیب گاڑی گئی۔ اگر کر چکے تھے۔ تو اس کا ثبوت کیا ہے۔ اگر نہیں کر چکے تھے۔ تو پھر کیا وجہ کہ احکام شریعت نامکمل اور ادھورے طور پر چھوڑ کر تھوڑے سے ابتلاء میں آسمان کی راہ اختیار کی۔ حالانکہ جملہ مومنین کے لئے خصوصاً انبیاء کرام کے لئے ابتلاءات میں صبر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ اجر صبر کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے۔ ان اللہ یصابرین۔ ولنبلونکم بشیٔ من الخوف الایۃ واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون۔ پ۱۲۔ اور احکام الٰہیہ میں کوتاہی کرنا اور پورے طور پر بیان نہ کرنا بھی شان انبیاء کے خلاف اور موجب شدید عقاب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ بلغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ پ۶ اور ان کنتم والحق وانتم تعلمون۔ اب آپ کس دلیل سے حضرت عیسیٰ نبی اللہ کو آسمان پہ چڑھاتے ہیں۔ جبکہ ایک حصہ قرآن کریم کا اس عقیدہ کے مخالف ہے۔ اور نہ ہی دلائل عقلیہ سے اس عقیدہ مخترعہ تسکین ہو سکتی ہے۔ فافھموا فبای حدیث بعد اللہ واٰیاتہ تؤمنون۔

سوم۔ اگر بفرض محال تسلیم کر لیا جاوے کہ اللہ تعالےٰ مسیح کو راتوں رات بلا اطلاع یہود کوٹھے کے روزن سے نکال کر آسمان پر لے گیا۔ تو دوسرے شخص کو اس کا متشکل کر کے قتل کروانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مسیح کی بچانے کی غرض تو پوری ہو چکی تھی۔ کیا یہود کا عیاذاً باللہ اللہ تعالیٰ کو ڈر تھا۔ کہ کہیں یہود آسمان پر نہ چڑھ آویں۔ اور مسیح کو بچا لے جا کر ہوائی نہ دیدیں اعاذنا اللہ منہا۔ چہارم کیا غیر کو متشکل بشکل مسیح بنانا دھوکہ نہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کیطرف منسوب ہوا۔ اعاذنا اللہ منہ

پنجم۔ اگر اللہ تعالیٰ کو مسیح کے آسمان پر جانے کی غرض یہی تھی کہ اس کی آبروریزی یہود کے ہاتھ سے نہ ہو جاوے۔ تو اس کی شکل کی آبروریزی کروانی کیا یہود کے نزدیک مسیح کی آبروریزی نہیں تھی۔ ششم کیا کسی شیطان طبع انسان کو ایک پاک نبی کی شکل سے متشکل کر کے عذاب دینا اس نبی کی ہتک نہیں؟

ہفتم۔ اگر ایسا ہوا تھا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیوں بیان نہیں فرمایا۔ اور آپ کے موضوعہ رفع اعجازی کا کیوں پتہ نہیں بتلایا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس رفع جسمانی ثابت کرنے کے لئے آپ صاحبان کو کتنے حیلے کرنے پڑتے ہیں۔ اول تحریف لفظی کتاب اللہ۔ جس سے یحرفون الکلم عن مواضعہ کا مصداق بننا پڑتا ہے۔ دوم تحریف معنوی جو اصل مقصود سے دور پھینکنا پڑتا ہے۔ سوم۔ قصہ بے اصل و وضعی بنانا جس پر یہ سارا تانا بانا تننا پڑتا ہے۔ چہارم رفع مسیح کو رفع اعجازی سمجھ کر اور انبیاء کے رفع کی طرح نہ سمجھنا پڑتا ہے۔ جب کل مومنین کا بھی بعد وفات کے رفع ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ نے بھی بالفاظ ذیل مانا کہ نیکوں کے ارواح اوپر جاتے ہیں۔ مان چکے ہیں۔ تو پھر ان الابرار لفی نعیم۔ ویرفع الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات پر کیوں اتنی کھینچ تان کرتے ہیں۔ ہاں ان الابرار لفی علیین قرآن کریم میں نہیں لیکن ان کتاب الابرار لفی علیین تو ہے ہی۔ اسکے معنی یہ نہیں کہ ابرار تو نیچے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی کتاب دوزشت علیین میں رکھی ہوئی ہے۔ بلکہ اسکے یہ معنے ہیں کہ نوشت مومنوں نیکوں کی علیین میں ہے۔ یعنے لکھا گیا ہے کہ وہ علیین میں ہیں۔ جیسا کہ کتاب مرقوم یشھدہ المقربون۔ اور احادیث صحیحہ سے اس کا پتہ لگتا ہے کہ مومن کی روح کو علیین تک لے جاتا اور وہاں ٹھہرایا جاتا ہے۔ پھر اسقدر تکلیف گوارا کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کہ ان الابرار لفی علیین قرآن میں نہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ مضمون نگار اول سے لفظ کتاب سہواً رہ گیا ہو۔ پھر سہو کاتب پر اسقدر اصرار کرنا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور مرفوع الی اللہ سے مراد بدفع درجات ہوتی ہے نہ رفع جسمانی۔ جیسا کہ مضمون ۲ کے جواب الجواب میں مذکور ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور میر قاسم نے فاروقی منزل سے شائع کیا)